سورۃ طٰهٰ

Chapter 20

The enlightener of truths

آیات 135

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

طٰهٰ ۚ﴿۱﴾

1- اے سچائیوں کی روشنی کو عام کر دینے والے میرے حبیب (محمدؐ)!

مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ۙ﴿۲﴾

2- ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے تو نازل نہیں کیا کہ تم زندگی کی مسرتوں اور مرادوں سے محروم ہو کر مشقتوں میں پڑ جاؤ۔

اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی ۙ﴿۳﴾

3- مگر یہ (قرآن) صرف اُسے آگاہی فراہم کرتا ہے جو اس بات سے خوف زدہ رہتا ہے (کہ اُسے اپنے اعمال کا جواب دینا پڑے گا، 2/284)۔

تَنۡزِیۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَ السَّمٰوٰتِ الۡعُلٰی ؕ﴿۴﴾

4- (اور یہ قرآن اُس رحمٰن کی طرف سے) نازل کیا گیا ہے جس نے زمین اور آسمان کی بلندترین (وسعتوں کو) توازن کے درست پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا۔

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَی الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰی ﴿۵﴾

5- (اور) رحمٰن نے (اس سارے نظام کو) عرش پر یعنی ضابطے اور قوانین رکھنے والی قوت پر اٹل قائم کر دیا۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا وَ مَا تَحۡتَ الثَّرٰی ﴿۶﴾

6- چنانچہ اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (اور جو کچھ زمین کے اندر ہی اندر نیچے ہی نیچے یہاں تک کہ آخری تہہ) کی گیلی مٹی کے نیچے ہے (سب اسی کی اطاعت میں سرگرمِ عمل ہے، 57/1)۔

وَ اِنۡ تَجۡہَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّہٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰی ﴿۷﴾

7- اور اگر (تم غور کرو اور سوچو کہ جب اس کے اختیار اور علم کا یہ عالم ہے) تو تم اپنی بات اسے پکار کر کہو (یا دل ہی دل

میں خاموشی سے کہو اس کے لئے برابر ہے) کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اسے تمہارے ہر راز اور ہر پوشیدہ بات کا مکمل علم ہے۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى ﴿۸﴾

8-(لہٰذا، یادرکھو کہ) اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے جو پرستش واطاعت کے قابل ہو۔ (صرف اتنا ہی نہیں بلکہ) اس کی تمام کی تمام صفات حسن وتوازن لئے ہوئے ہیں (جن سے تم رہنمائی حاصل کرتے ہو)۔

وَهَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ مُوۡسٰى ۘ ﴿۹﴾

9-اور (یہ ہے وہ اللہ جس کے قوانین کی ہر شے پابند ہے مگر وہ اپنے احکام وقوانین و ہدایت دینے کے لئے کسی ایک طریقے کا پابند نہیں ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں) کیا تمہارے پاس موسیٰ کی خبر پہنچی ہے۔

اِذۡ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهۡلِهِ امۡكُثُوۡۤا اِنِّىۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا لَّعَلِّىۡۤ اٰتِيۡكُمۡ مِّنۡهَا بِقَبَسٍ اَوۡ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾

10-(اس حقیقت کی آگاہی کے لئے موسیٰؑ کی داستان کے اس حصے کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ) جب اس نے (دُور سے) آگ دیکھی تو اپنے ساتھیوں سے کہا! کہ بلاشبہ میں نے آگ دیکھی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو (میں جاتا ہوں) اور ممکن ہے میں تمہارے لئے اس سے کوئی انگارا لے آؤں یا الاؤ پر (کوئی آدمی مل جائے اور اس سے اس اندھیری رات میں) مجھے راستے کا (پتا ونشان) مل سکے۔

فَلَمَّاۤ اَتٰٮهَا نُوۡدِىَ يٰمُوۡسٰى ؕ ﴿۱۱﴾

11-چنانچہ جب وہ وہاں پہنچا تو آواز آئی، اے موسیٰ!

اِنِّىۡۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخۡلَعۡ نَعۡلَيۡكَ ۚ اِنَّكَ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ؕ ﴿۱۲﴾

12-بلاشبہ میں ہی تمہارا رب ہوں۔ لہٰذا، اب تم اپنے دونوں جوتے اتار دو (یعنی آرام سے بیٹھو اور سکون سے سنو کہ) یہ حقیقت ہے کہ تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو یعنی تم آگاہی کے اس مقام تک آ پہنچے ہو جو نقائص سے پاک ہے، چنانچہ سچائیوں کی آگاہی حاصل کرنے کے لئے تمہاری مسافتیں لپیٹ دی گئی ہیں۔

(نوٹ: طویٰ کی مقدس وادی کہاں ہے یا کیا ہے۔ سینا پہاڑ ایک بڑے پہاڑ یعنی حوراب پہاڑ کا حصہ ہے۔ حوراب پہاڑ خلیج عقبہ سے دُور تک مغرب میں پھیلا ہوا تھا اور اس کے دامن میں جابجا سرسبز ٹیلے تھے۔ اسی پہاڑ کی ایک چوٹی کا نام طُور ہے اور اسی پہاڑ کی وادیوں میں ایک وادی کا نام طویٰ ہے۔ البتہ لفظ طویٰ کا بنیادی مطلب ہے لپیٹ دینا یعنی مسافت یا سفر کو لپیٹ کر دُوری کو قریب کر دیا جائے۔ اور مقدس کا بنیادی مطلب ہے نقائص سے پاک۔ لہٰذا، اس آیت 20/12 میں موسیٰؑ کی نبوت و رسالت کے سیاق وسباق کے پیش نظر یہی مطلب اختیار کیا گیا ہے)۔

وَ اَنَا اخۡتَرۡتُکَ فَاسۡتَمِعۡ لِمَا یُوۡحٰی ﴿۱۳﴾

13-بہر حال، میں نے تمہیں (وحی) کے لئے چُن لیا ہے۔ اس لئے جو کچھ تم پر وحی کیا جائے اسے پوری توجہ سے سنو۔

اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾

14-(اور اس وحی کا ہمیشہ قائم رہنے والا پیغام یہ ہے کہ) بلاشبہ میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی پرستش واطاعت کے قابل نہیں ہے۔ اس لئے تم صرف میری پرستش اور میرے ہی احکام وقوانین کی اطاعت کیا کرو اور میری صلواۃ یعنی میری ہی پرستش واحکام وقوانین کو قائم کرو اور اسی کا ذکر یعنی اس کی تعلیم وآگاہی عام کرو۔

اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡہَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی ﴿۱۵﴾

15-(اور اگلا پیغام یہ ہے کہ) اس میں کسی شک وشبے کی گنجائش ہی نہیں کہ قیامت کی گھڑی آ کر رہے گی اور میں نے فیصلہ کر رکھا ہے (کہ اس کا وقت) پوشیدہ رکھا جائے تاکہ ہر شخص (بےفکری اور آزادی سے جو کرنا چاہتا ہے کر لے اور پھر اس کو) اس کی کوشش کا پورا پورا بدلہ دیا جائے۔

فَلَا یَصُدَّنَّکَ عَنۡہَا مَنۡ لَّا یُؤۡمِنُ بِہَا وَ اتَّبَعَ ہَوٰىہُ فَتَرۡدٰی ﴿۱۶﴾

16-لہٰذا (مزید پیغام یہ ہے کہ) ایسا شخص جو (اس آنے والی قیامت کی گھڑی اور اعمال کی جوابدہی) کو تسلیم نہیں کرتا اور اپنی خواہشات کے ہی پیچھے لگا رہتا ہے (تو اسے یا اس جیسے لوگوں کو مت اپنے ساتھ رکھنا کیونکہ) وہ تمہیں (میرے پیغامات پر عمل کرنے) سے روکنے کا باعث بنیں گے جس کی وجہ سے تم بھی تباہ برباد ہو جاؤ گے۔

وَ مَا تِلۡکَ بِیَمِیۡنِکَ یٰمُوۡسٰی ﴿۱۷﴾

17-اور (یہ آگاہی اور رہنمائی دینے کے بعد غیبی آواز نے کہا! کہ) اے موسیٰ! یہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے (یعنی اچھی طرح جان لو کہ تمہارے ہاتھ میں جو قوت کی نشانی ہے وہ کس لیے ہے)۔

قَالَ ہِیَ عَصَایَ ۚ اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡہَا وَ اَہُشُّ بِہَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَ لِیَ فِیۡہَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی ﴿۱۸﴾

18-موسیٰ نے عرض کیا! کہ یہ میرا عصا ہے یعنی یہ میری لاٹھی ہے۔ میں اس پر ٹیک لگا کر چلتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس سے میں کئی اور کام لیتا ہوں۔

قَالَ اَلۡقِہَا یٰمُوۡسٰی ﴿۱۹﴾

19-ارشاد ہوا! موسیٰ اسے پھینک دو۔

فَاَلۡقٰہَا فَاِذَا ہِیَ حَیَّۃٌ تَسۡعٰی ﴿۲۰﴾

20-موسیٰ نے اسے پھینک دیا۔اوروہ اسی وقت ایک دوڑتا ہوا سانپ (بن گیا)۔

قَالَ خُذۡهَا وَلَا تَخَفۡ سَنُعِيۡدُهَا سِيۡرَتَهَا الۡاُوۡلٰى ۝٢١

21-ارشاد ہوا! اس کو پکڑلو۔اوراس سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم اسے ابھی ویسا ہی کردیں گے جیسا یہ تھا۔

وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ مِنۡ غَيۡرِ سُوۡٓءٍ اٰيَةً اُخۡرٰى ۝٢٢

22-(تمہارے لئے ایک نشانی تو یہ تمہاری لاٹھی بنادی گئی ہے) اوردوسری نشانی (یوں ہے کہ اب ذرا) اپنا ہاتھ اپنی بغل میں دباؤ وہ کسی عیب کے بغیر سفید (یعنی چمکتا ہوا) نکلے گا۔

لِنُرِيَكَ مِنۡ اٰيٰتِنَا الۡكُبۡرٰى ۝٢٣

23-(اور یہ کچھ اس لئے کیا جارہا ہے) تا کہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے (کچھ نشانیاں) دکھائیں۔

اِذۡهَبۡ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝٢٤ ع 1 24 10

24-(اوراے موسیٰ یہ آگاہی، قوت اورنشانیاں تم پراس لئے واضع کردی گئی ہیں تا کہ پورے یقین اور بھروسے کے ساتھ) تم فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ اب وہ واقعئی ہماری طے شدہ حدوں کو توڑنے لگ گیا ہے۔

قَالَ رَبِّ اشۡرَحۡ لِىۡ صَدۡرِىۡ ۝٢٥

25-موسیٰ نے عرض کیا! اے میرے نشوونما دینے والے! (یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔لہٰذا) میرے لئے میرا سینہ کشادہ کردے (یعنی اب مجھ میں تحمل، لاخوفی، ارادہ، حوصلہ اورڈٹ جانے کی ہمت پیدا کردے تا کہ میں اس ذمہ داری کونبھا سکوں)۔

وَيَسِّرۡ لِىۡۤ اَمۡرِىۡ ۝٢٦

26-اور (اے میرے نشوونما دینے والے) میری (جدوجہد کے) معاملات کو میرے لئے آسان کردینا۔

وَاحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّنۡ لِّسَانِىۡ ۝٢٧

27-اور (اے میرے نشوونما دینے والے) میری زبان کی گرہ کھول دے (یعنی میری زبان میں ایسی طاقت اورروانی پیدا کردے کہ میں تیرے پیغامات کو آسانی سے دوسروں تک پہنچا سکوں)۔

يَفۡقَهُوۡا قَوۡلِىۡ ۝٢٨

28-اور میری بات ان کی سمجھ میں آجائے۔

وَاجۡعَلۡ لِّیۡ وَزِیۡرًا مِّنۡ اَهۡلِیۡ ﴿۲۹﴾

29-اور (اے میرے رب! کیونکہ یہ مہم بڑی سخت ہے اس لئے) میرے خاندان میں سے میرا کوئی معاون بنا دے۔

هٰرُوۡنَ اَخِی ﴿۳۰﴾

30-(اور اس سلسلے میں) ہارون میرا بھائی ہے (اور میرا ساتھی ہے)۔

اشۡدُدۡ بِهٖۤ اَزۡرِیۡ ﴿۳۱﴾

31-(اور اے میرے رب! تُو) اس سے میری کمر مضبوط کر دے (یعنی میری قوت مضبوط کر دے)۔

وَاَشۡرِكۡهُ فِیۡۤ اَمۡرِیۡ ﴿۳۲﴾

32-اور اسے میری اس (جدوجہد) میں شریک کار بنا دے۔

كَیۡ نُسَبِّحَكَ كَثِیۡرًا ﴿۳۳﴾

33-یوں ہم (مل کر) اس مقصد کی تکمیل میں بہت زیادہ سرگرمِ عمل رہیں گے۔

(**نوٹ**: نسبحک کا مادہ (س۔ب۔ح) ہے جس کا مطلب ہے: اطاعت میں تیز ترین طور پر سرگرمِ عمل رہنا یا تیز ترین رفتار سے تیز ترین تیرنا اور اسی سے یہ مطلب نکالا گیا ہے کہ اللہ شرک جیسے تصورات سے دُور ترین اور پاک ترین ہے)۔

وَّنَذۡكُرَكَ كَثِیۡرًا ﴿۳۴﴾

34-اور (اس طرح) ہم تیرے (پیغامات کا) زیادہ سے زیادہ چرچا کر سکیں گے۔

اِنَّكَ كُنۡتَ بِنَا بَصِیۡرًا ﴿۳۵﴾

35-اور بلاشبہ تُو ہمیں بہت اچھی طرح دیکھ رہا ہے۔ (اور جانتا ہے کہ ہمیں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے یہ التجائیں قبول فرما لے)۔

قَالَ قَدۡ اُوۡتِیۡتَ سُؤۡلَكَ یٰمُوۡسٰی ﴿۳۶﴾

36-ارشاد ہوا! کہ اے موسیٰ! ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ جو تم نے مانگا تمہیں دے دیا گیا۔ (اب تم دیے گئے مقاصد کے لئے جم کر کھڑے ہو جاؤ اور کسی بے علم کی بات کی طرف دھیان مت دینا، 10/89)۔

وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلَیۡكَ مَرَّةً اُخۡرٰۤی ﴿۳۷﴾

37-اور (یہ بھی یاد رکھو کہ تم پر ہمارا یہ کوئی پہلا احسان نہیں ہے بلکہ) بلاشبہ ہم نے تم پر ایک بار اور بھی احسان کیا تھا۔

اِذۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوۡحٰۤی ﴿۳۸﴾

38-(اور یہ احسان وہ تھا کہ) جب ہم نے (تمہاری پیدائش کے ساتھ ہی) تمہاری والدہ کو (ایسی) وحی کی تھی کہ جس وحی کی (ضرورت تھی)۔

اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ؕ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ۚ۬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾

39-(اور وحی یہ کی تھی) کہ تم اس (بچے) کو صندوق میں رکھ دو اور پھر اسے دریا میں چھوڑ دو پھر دریا اسے (خود ہی) ساحل پر پھینک دے گا (جہاں سے) اسے (وہ شخص) لے جائے گا جو میرے (پیغامات) کا بھی دشمن ہے اور خود اس (بچے) کا بھی دشمن ہے۔(اس طرح اے موسیٰؑ! تم فرعون کے محلات میں جا پہنچے اور) ہم نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی (یعنی ہم نے اپنی عنایت سے تمہیں ایسا بنا دیا کہ سب لوگ تم سے محبت کریں۔اور یہ سارا انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ ہم چاہتے تھے کہ) تمہاری پرورش و تربیت ہماری زیرِ نگرانی (فرعون کے محلات میں) ہو (تا کہ تم ان رازوں سے واقف ہو جاؤ جن سے حکمرانی کا کاروبار چلتا تھا اور جن کا تمہیں آخر کار مقابلہ کرنا تھا)۔

اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۬ؕ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ۙ۬ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾

40-اور (جب تم وہاں پہنچ گئے تو فرعون کے گھر والوں کو ایسی عورت کی تلاش ہوئی جو تمہیں اپنا دودھ پلا سکے)۔اس وقت تمہاری بہن وہاں سے گزری تو اس نے ان سے کہا! کہ کیا میں (ایسی عورت کا پتا) بتاؤں جو اس کی پرورش کر سکے گی۔(اور یہ عورت خود تمہاری والدہ تھی)۔اس طرح ہم نے تمہیں پھر تمہاری والدہ کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ (بیٹے کی جدائی کی وجہ سے اشکبار و) غمگین نہ ہو۔(اس کے بعد تم بڑے ہوئے تو) تم نے ایک آدمی کو مار ڈالا۔لیکن ہم نے تمہیں (اس معاملے کے) غم سے نجات دلائی اور پھر تمہیں (محلات سے نکال کر سخت زندگی کی) آزمائشوں کی کٹھالیوں میں ڈالا (تا کہ آنے والے حالات کے مقابلے کے لئے تمہاری صلاحیتیں پختہ ہو جائیں)۔اس طرح تم کئی برس تک مدین والوں میں ٹھہرے رہے۔(چنانچہ اس قدر مختلف مراحل سے گزارے جانے کے بعد تب کہیں جا کر) اے موسیٰؑ! تم (ہمارے) پیمانے پر پورے اترے۔

وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ۚ

41-اور (اس طرح) ہم نے تمہارے نفس کی ایک خاص کام کے لئے اصلاح و تربیت کی (ایسا نہیں کہ تم بکریاں چراتے

چراتے اتفاق سے آگ کے لئے ادھر آ نکلے اور تمہیں نبوت کی ذمہ داری کے لئے سرگرمِ عمل کر دیا گیا)۔

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ﴿۴۲﴾

42-لہٰذا، اب تم اور تمہارا بھائی (ہارون) دونوں میرے احکام وقوانین لے کر (فرعون کی طرف) جاؤ۔ (مگر یاد رکھو کہ) میرے ذکر میں یعنی میرے بتلائے گئے طریقوں پر عمل کرنے میں سستی نہ کرنا۔

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۴۳﴾

43- (اس کے بعد موسیٰ اس مہم کے لئے روانہ ہو گیا اور جب اس کا بھائی ہارون بھی اس کے ساتھ آملا تو انہی ہدایات کا پھر اعادہ ہوا اور ان سے کہا گیا کہ) تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنے ظلم وستم میں حد سے بڑھ گیا ہے۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ﴿۴۴﴾

44-لہٰذا (جب اس کی طرف جاؤ تو) تم دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس طرح ہماری دی گئی آگاہی قبول کرلے یا (اپنی سرکشی کے نتائج سے) ڈر جائے۔

قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ﴿۴۵﴾

45-دونوں نے عرض کیا! اے ہمارے نشوونما دینے والے! بلاشبہ ہم خوف زدہ ہیں کہ وہ (ان احکام وقوانین کو سن کر) ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی سے پیش آئے گا۔

قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ﴿۴۶﴾

46-ارشاد ہوا! خوف زدہ ہونے کی قطعئی طور پر ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور سب کچھ دیکھ رہا ہوں (اس لئے وہ تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا)۔

فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾

47-لہٰذا (تم بے فکر ہو کر) اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو! کہ ہم تمہارے رب کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ (اور اس کا پیغام یہ ہے کہ) تم بنی اسرائیل پر اس قدر سختیاں نہ کرو بلکہ انہیں ہمارے ساتھ بھیج دو۔ اور بلاشبہ ہم تمہارے پاس تمہارے رب کے احکام وقوانین لے کر آئے ہیں۔ اور (یاد رکھو کہ) جس نے بھی ہدایت کی پیروی اختیار کر لی (تو وہ یقین کرلے کہ وہ ایسی حالت میں داخل ہو گیا جہاں) سلامتی ہی سلامتی ہے (اور وہ تباہ کن نتائج سے محفوظ ہو گیا)۔

اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی ﴿۴۸﴾

48-اوراس میں کوئی شک وشبہ ہی نہ کروکہ ہماری طرف وحی بھیجی گئی ہے کہ جس نے بھی (رب کی جانب سے دی گئی ہدایت) کو جھٹلا دیا اوراس سے منہ پھیرلیا تو اسے عذاب (یعنی سزاوتباہی وتکلیف کا سامنا کرنا) پڑے گا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰی ﴿۴۹﴾

49-(چنانچہ یہ دونوں بھائی فرعون کے پاس پہنچے اور اللہ نے جو پیغام دیا تھا وہ اسے پہنچا دیا۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد فرعون نے) کہا! اے موسیٰ! (پہلے یہ بتاؤ کہ جس رب کی طرف سے تم یہ پیغام لائے ہوتو وہ) تم دونوں کا رب کون ہے؟

(**نوٹ**: رب کا مادہ (ر ب ب) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے نشوونما دینا۔ دوسرا مطلب ہے کسی چیز کو نئی نئی تبدیلیوں سے اس لئے گزارنا کہ وہ بتدریج نشوونما پاتی ہوئی اپنی تکمیل تک پہنچ جائے۔ دیگر مطالب ہیں: پالنے والا، پرورش کرنے والا، پروردگار۔ قرآن کے حوالے سے رب صرف اللہ ہے۔ اس آیت 20/49 کے مطابق فرعون کا یہ سوال کہ تمہارا رب کون ہے تو یہ اس وجہ سے تھا کہ اس کے دور میں ہر قبیلہ اور ہر قوم کا رب الگ الگ ہوتا تھا اسی وجہ سے اس دور میں رب کی جمع ارباب استعمال کرتے تھے)۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ﴿۵۰﴾

50-موسیٰ نے کہا! (ہمارا رب کسی خاص گروہ یا قوم کا رب نہیں ہے بلکہ) ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو درست توازن وتناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کررکھا ہے اور پھر اس کی رہنمائی کردی ہوئی ہے (تاکہ وہ نشوونما حاصل کرتی ہوئی اپنے کمال تک پہنچ جائے)۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی ﴿۵۱﴾

51-(فرعون نے لاجواب ہوکر اپنے مشرک درباریوں کی طرف دیکھتے ہوئے موسیٰؑ سے) کہا! (کہ یہ بتاؤ کہ) جولوگ پچھلے زمانے میں گزر چکے ہیں (یعنی ہمارے آباؤ اجداد تو) ان کا کیا حال ہوگا (کیونکہ وہ تو تمہارے رب پر یقین نہیں رکھتے تھے)۔

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾

52-موسیٰ نے جواب دیا! کہ اس کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب یعنی ایک ضابطۂ قوانین میں ہے۔ (اور یہ بھی یاد رکھو کہ) میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے (اس لئے ان کا فیصلہ اللہ کے ضابطے کے مطابق ہوجائے گا)۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾

53-(باقی رہا تمہارا یہ سوال کہ ہمارا رب کون ہے؟ تو اس کے لئے ہم تمہیں مزید آگاہی دیتے ہیں کہ یہ رب) وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھا دیا اور اس میں تمہارے لئے راہیں چلا دیں (یعنی زمین کا فرش ایسا نہیں ہے کہ تم ایک جگہ سے دوسری جگہ آ جا نہ سکو اور اگر تم چلانا چاہو تو یہ راہیں آگے سے آگے چلتی جائیں گی) اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ اور پھر اسی زمین سے ہم نے مختلف قسم کی نباتات نکالیں۔

ع 2 30 11

كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۟ ع

54- تاکہ تم خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی کھلاؤ۔ اس (تمام نظامِ فطرت) میں ان لوگوں کے لئے جو عقل و بصیرت رکھتے ہیں حقائق کے راز ہیں (لہٰذا، کسی فرعون کا یہ کہنا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں، 79/24 اور یہ زمین، دریا، یہ ملک سب میری ملکیت ہیں، 43/51 اس لئے تم میرے محتاج ہو اور محکوم ہو، ایک بے بنیاد اور جھوٹا دعویٰ ہے)۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۟

55-(صرف اتنا ہی نہیں بلکہ مزید غور کرو کہ جس مادے سے زمین بنی ہے اسی مادے) سے ہم نے تمہیں درست توازن و تناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا اور اسی سے ہم تمہیں دوسری بار نکالیں گے (چنانچہ اے فرعون! یہ ہے وہ رب جس کا پیغام تمہیں دیا جا رہا ہے)۔

وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۟

56-اور بلاشبہ ہم نے اس کے سامنے اپنے سارے احکام و قوانین پیش کر کے دکھا دیا (کہ وہ کس قدر حق و صداقت پر مبنی ہیں) مگر اس نے انہیں جھٹلا دیا اور ماننے سے انکار کر دیا۔

قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۟

57-(اور بجائے اللہ کے پیغام پر غور و فکر کرنے کے) اس نے کہا! اے موسیٰ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ اپنے جادو کے ذریعے ہمیں ہماری مملکت سے نکال دو؟

فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۟

58-(اور اگر یہی بات ہے تو) پھر ہم (تمہارے جادو کے مقابلے میں) اس جیسا ہی جادو لائیں گے۔ لہٰذا، تم ہمارے اور اپنے درمیان (مقابلہ کے لئے) ایک وعدہ مقرر کر لو جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں گے اور نہ تم کرنا۔ (اور یہ مقابلہ) ایک کھلے میدان میں ہوگا۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۟

59-(موسیٰ نے) کہا! (منظور ہے۔اس سلسلے میں) وعدہ جشن کے دن کا (طے سمجھو)۔لہٰذا، دن چڑھے انسانوں کو اکٹھا کرلیا جانا چاہیے۔

فَتَوَلّٰى فِرۡعَوۡنُ فَجَمَعَ كَيۡدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۞

60-چنانچہ (اس فیصلہ کے بعد) فرعون لوٹ گیا (یعنی اس نے ان کی طرف سے توجہ ہٹالی) اور اپنی تمام تدابیر کو جمع کیا اور پھر (وعدہ کے مطابق مقابلے کے لئے) آ گیا۔

قَالَ لَهُمۡ مُّوۡسٰى وَيۡلَكُمۡ لَا تَفۡتَرُوۡا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسۡحِتَكُمۡ بِعَذَابٍ‌ۚ وَقَدۡ خَابَ مَنِ افۡتَرٰى ۞

61-(مقابلے کے لئے آنے والوں میں وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے اپنی اپنی طرف سے خود ہی عقیدے بنا کر انہیں اللہ سے منسوب کر رکھا تھا)۔موسیٰ نے (ان سے مخاطب ہوکر) کہا! کہ یہ جو تم اپنی طرف سے جھوٹی باتیں بنا بنا کر اللہ سے منسوب کردیتے ہو تو یہ تمہیں تباہی کی طرف لے جائے گا اور تم اس کے عذاب سے ہلاک کردیے جاؤ گے۔(یاد رکھو) جو بھی اللہ سے ایسی باتیں منسوب کرتا ہے جو اللہ نے نہیں کہیں (اور وہ جھوٹی اور گمراہ کن ہیں) تو ایسا شخص نامراد رہتا ہے۔

فَتَنَازَعُوۡۤا اَمۡرَهُمۡ بَيۡنَهُمۡ وَاَسَرُّوا النَّجۡوٰى ۞

62-چنانچہ (ان باتوں کا ان پر یہ اثر ہوا کہ وہ جس مقابلے کے لئے آئے تھے) تو وہ اپنے اس معاملے میں جھگڑنے لگے اور چپکے چپکے آپس میں مشورہ کرنے لگے (کہ مقابلے میں شامل رہا جائے یا اسے ترک کردیا جائے۔اس لئے ان میں جو معاملہ فہم تھے وہ مقابلہ کرنے سے جھجکنے لگے)۔

قَالُوۡۤا اِنۡ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيۡدٰنِ اَنۡ يُّخۡرِجٰكُمۡ مِّنۡ اَرۡضِكُمۡ بِسِحۡرِهِمَا وَيَذۡهَبَا بِطَرِيۡقَتِكُمُ الۡمُثۡلٰى ۞

63-(مگر جو فرعون کے لئے ہر بازی کھیل جانے کے لئے تیار تھے) وہ کہنے لگے! کہ ہمیں یقین ہے کہ یہ دونوں (یعنی موسیٰ اور ہارون) جادوگر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال باہر کریں اور اپنے جادو کے ذریعے تمہارے مثالی طریقۂ زندگی کا خاتمہ کردیں۔

فَاَجۡمِعُوۡا كَيۡدَكُمۡ ثُمَّ ائۡتُوۡا صَفًّا‌ ۚ وَقَدۡ اَفۡلَحَ الۡيَوۡمَ مَنِ اسۡتَعۡلٰى ۞

64-پھر (انہوں نے اپنے ان ساتھیوں سے جو مقابلے کے لئے جھجک میں پڑ گئے تھے مخاطب ہوکر کہا! کہ اب آپس کے اختلافات کو چھوڑ کر اس مشترکہ دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے) اپنی تمام تدابیر کو یکجا کرلو اور پھر صف باندھ کر (آگے) آؤ۔(یاد رکھو! یہ معرکہ بڑا فیصلہ کن ہے) کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ آج جو غالب رہا یقیناً وہی کامیاب ہوگا۔

قَالُوۡا يٰمُوۡسٰٓى اِمَّاۤ اَنۡ تُلۡقِىَ وَاِمَّاۤ اَنۡ نَّكُوۡنَ اَوَّلَ مَنۡ اَلۡقٰى ۞

65-(چنانچہ موسیٰؑ کے مقابل آنے والے جادوگر) بولے! اے موسیٰ کیا تم اپنا (داؤ) ڈالو گے یا پہلے ہم اپنا (جادو) ڈالیں۔

قَالَ بَلۡ اَلۡقُوۡا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمۡ وَعِصِيُّهُمۡ يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ اَنَّهَا تَسۡعٰى ۝٦٦

66-موسیٰ نے کہا! کہ تم ہی (پہلے اپنے داؤ) ڈالو۔ (اس پر انہوں نے اپنی) رسیاں اور لاٹھیاں (جو سامنے پھینکیں تو انہیں دیکھ کر) موسیٰ کو یوں گمان گزرا کہ وہ اچانک ان کے جادو کے زور سے دوڑ رہی ہیں۔

فَاَوۡجَسَ فِىۡ نَفۡسِهٖ خِيۡفَةً مُّوۡسٰى ۝٦٧

67-(اس احساس سے) موسیٰ نے اپنے نفس میں کچھ خوف محسوس کیا۔

قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰى ۝٦٨

68-(لیکن موسیٰؑ کو) ہم نے (تسلی دی اور) کہا! کہ گھبرانے کی کوئی بات ہی نہیں یقیناً تم ہی ان پر غالب رہو گے۔

وَاَلۡقِ مَا فِىۡ يَمِيۡنِكَ تَلۡقَفۡ مَا صَنَعُوۡا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوۡا كَيۡدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفۡلِحُ السّٰحِرُ حَيۡثُ اَتٰى ۝٦٩

69-اور (پھر ہم نے موسیٰؑ سے کہا! کہ) جو تمہارے دائیں ہاتھ میں (لاٹھی ہے) تم اسے پھینک دو تو وہ ان کی ساری (جادو بھری) کاراگریوں کو نگل جائے گی کیونکہ یہ حقیت ہے کہ ان کی یہ کاراگریاں جادو کا فریب ہیں اور جادوگر جہاں کہیں بھی آئے گا کامیاب نہیں ہوسکے گا۔

(نـــوٹ: یہ آیت جادو اور جادوگر کی ناکامی کے بارے میں بڑے واضح انداز میں آگاہی فراہم کرتی ہے۔اس آیت میں صنعوا اور سحر اور ساحر کے الفاظ سے جادو اور جادوگر کی حیثیت کو کھول دیا گیا ہے۔''صنعوا'' کا مادہ (ص ن ع) ہے اور اس کا بنیادی مطلب کاراگری ہے۔صنعت سازی کا لفظ بھی اسی سے نکلا ہے یعنی کسی کام کو قاعدے اور قانون کے مطابق نیز فن کے اعتبار سے اچھی طرح کرنا۔اسی لئے یہ لفظ حیوانات کے لئے استعمال نہیں ہوتا کیونکہ فن یا کاراگری وہ ہے جو جبلت سے نہیں بلکہ عقل و دانش اور تجربے کے زور پر حاصل کی جائے۔کسی کے بُرے کاموں کے لئے کاراگری طنز کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔چنانچہ اسی لفظ کے مادہ (ص ن ع) سے''اصطنعتک'' کا لفظ نکلا ہے جو 20/41 میں استعمال ہوا ہے اور اس کا بنیادی مطلب ہے بہت زیادہ غور اور احتیاط سے سدھارنا یا اصلاح و تربیت کرنا۔''سحر'' کا مادہ (س۔ح۔ر) ہے۔اس کا بنیادی مطلب پھیرنا اور موڑنا ہے اور اسی سے سحر کا یہ مطلب نکلا ہے کہ باطل کو حق کی صورت میں پیش کرنا۔اسی سے یہ مطلب لیا گیا ہے کہ ایسا دھوکہ جس میں پتا نہ چلے کہ دھوکہ کس طرح دیا گیا ہے۔عام طور پر اسی فریب اور دھوکے کو جادو کے نام سے جانا جاتا ہے۔اسی لئے رسول اللہؐ کے دشمن انہیں ''رجلاً مسحورًا (17/47) کہا کرتے تھے۔یعنی ایسا شخص جسے دھوکہ لگ گیا ہو یا فریب خوردہ انسان یعنی جس پر کسی نے جادو کر دیا ہو۔بہر حال، اس آیت 20/69 میں سحر کو یعنی جادو کو یعنی دھوکہ و فریب کو صعوا یعنی کاراگری قرار دیا گیا

ہے اور جادو کرنے والے کے بارے میں صاف طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ وہ کہیں بھی کامیاب نہیں ہو سکتا)۔

فَاُلۡقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ ہٰرُوۡنَ وَ مُوۡسٰی ﴿۷۰﴾

70-چنانچہ (ایسا ہی ہوا جیسا کہ اللہ کی طرف سے اشارہ ہوا تھا، 20/68۔ نتیجہ یہ ہوا کہ موسیٰؑ کے مقابل آنے والے) جادوگر سجدے میں ڈال دیے گئے یعنی وہ مکمل طور پر بڑی عاجزی کے ساتھ اعتراف کرتے ہوئے پکار اٹھے! کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔

قَالَ اٰمَنۡتُمۡ لَہٗ قَبۡلَ اَنۡ اٰذَنَ لَکُمۡ ؕ اِنَّہٗ لَکَبِیۡرُکُمُ الَّذِیۡ عَلَّمَکُمُ السِّحۡرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیۡدِیَکُمۡ وَ اَرۡجُلَکُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّکُمۡ فِیۡ جُذُوۡعِ النَّخۡلِ ۫ وَ لَتَعۡلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۱﴾

71-(فرعون ان کا اعتراف برداشت نہ کر سکا اور اس نے ان سے) کہا! کہ تم میری اجازت سے پہلے ہی (موسیٰ اور ہارون کے رب پر) ایمان لے آئے ہو۔ (ایسا لگتا ہے) کہ یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادوگری سکھائی ہے (اور یہ ساری تمہاری آپس میں ملی بھگت ہے)۔ لہٰذا، میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹواؤں گا اور تمہیں کھجور کے تنوں سے (لٹکا) کر سولی دی جائے گی اور اس طرح تمہیں بہت اچھی طرح علم ہو جائے گا کہ ہم دونوں (یعنی فرعون اور موسیٰؑ) میں سے کون زیادہ سخت اور دیرپا عذاب دے سکتا ہے۔

قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیۡ فَطَرَنَا فَاقۡضِ مَاۤ اَنۡتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقۡضِیۡ ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا ﴿۷۲﴾

72-انہوں نے (فرعون کی دھمکیوں اور فیصلے کو نہایت اطمینان کے ساتھ سنا اور پورے سکون سے) کہا (کہ حق و صداقت پر مبنی جو) واضح دلائل ہمارے سامنے آ چکے ہیں اور جس نے ہمیں پیدا کیا ہے (تو اب ہم اسے چھوڑ کر) تمہیں ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے۔ البتہ تم نے جو ہمارے خلاف کرنا ہے اسے کر گزرو۔ (بہرحال، یہ حقیقت ہے کہ) تم اس کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتے (کہ جو تم نے کرنا ہے وہ) اس دنیا کی زندگی میں ہی کر سکتے ہو (کیونکہ آخرت کی زندگی میں تو تم خود بے بس بے یار و مددگار اپنے اعمال کے نتائج کا سامنا کر رہے ہو گے)۔

اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغۡفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَکۡرَہۡتَنَا عَلَیۡہِ مِنَ السِّحۡرِ ؕ وَ اللّٰہُ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی ﴿۷۳﴾ الثلثۃ

73-(لہٰذا) ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہیں (اور اُسی سے ہماری التجا ہے کہ) وہ ہماری خطاؤں کے اور اس جادوگری کے جس کے لئے تم نے ہمیں مجبور کیا تھا بُرے اثرات سے محفوظ کر کے اپنی حفاظت میں لئے رکھے (کیونکہ اب ہم جان چکے ہیں کہ) اللہ ہی سب سے بہتر ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

اِنَّهٗ مَنۡ يَّاۡتِ رَبَّهٗ مُجۡرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوۡتُ فِيۡهَا وَلَا يَحۡيٰى ۝

74-(اور اگر تم ہمیں مجرم سمجھتے ہو تو ہمیں اس کی کوئی پروا نہیں کیونکہ اصل) حقیقت یہ ہے کہ جو (لوگ) مجرم بن کر اپنے رب کے پاس آئیں گے تو ان کے لئے یقیناً ایسی جہنم ہے جس میں نہ وہ مریں گے اور نہ زندہ رہیں گے۔

وَمَنۡ يَّاۡتِهٖ مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰى ۝

75- لیکن جو (لوگ اپنے رب کے پاس یوں) آئیں گے کہ وہ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے سنور نے سنوارنے کے کاموں میں مصروف رہے ہوں گے تو پھر یہی وہ لوگ ہوں گے جو بلند درجات کے مالک ہوں گے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰى ۝ ع 3 22 12

76-اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والی ایسی جنتیں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں رواں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔اور یہ صلہ (ان لوگوں کو میسر آئے گا) جنہوں نے اپنی نشو ونما کی ہوگی (اور اپنے نفس کی اس نشو ونما میں انہوں نے اپنے نفس کو تقوی اور برائی میں فرق سمجھا دیا ہوگا ،91/8,9)۔

وَلَقَدۡ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلٰى مُوۡسٰٓى ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِىۡ فَاضۡرِبۡ لَهُمۡ طَرِيۡقًا فِى الۡبَحۡرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخۡشٰى ۝

77- بہر حال (یہ تھی سچائیوں کے لئے وہ آگاہی جو ایمان لانے والے جادوگروں کو حاصل ہو چکی تھی۔ تاہم موسیٰ اور فرعون کے درمیان یہ کشمکش آگے بڑھتی چلی گئی حتی کہ) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ ہمارے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ اور پھر ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنا لینا۔(اس طرح تمہیں نہ پیچھا کرنے والوں) کی گرفت کا خوف ہوگا اور نہ ہی (غرق ہو جانے) کا اندیشہ ہوگا۔

(نوٹ:سمندر میں گزرگاہِ موسیٰ ۔جس سمندر سے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے لاکر پار اترے تھے، کہا جاتا ہے کہ اسے بحیرہ احمر یعنی سرخ سمندر بھی کہتے ہیں۔جس مقام سے انہوں نے اسے عبور کیا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ مقام موجودہ نہر سویز جہاں بحیرہ قلزم سے ملتی ہے وہاں سے کچھ اوپر مگذل کے سامنے تھا۔محققین کے ایک گروہ کی رائے ہے کہ یہ مقام ایسا تھا کہ جہاں سے اللہ کی رہنمائی میں تگ ودو کر کے عارضی طور پر خشک سا راستہ تیار کر کے پار اترا جا سکتا تھا اور جتنی بڑی بنی اسرائیل کی جماعت موسیٰ کے ساتھ مصر سے نکلی تھی اس کے لئے ایسا راستہ بنا لینا کچھ مشکل نہ تھا۔اور فرعون نے ان کا پیچھا کرتے ہوئے ان کو تیزی سے جا لینے کی خواہش میں بحیرہ قلزم کو وہاں سے عبور کرنے کی کوشش کی جہاں وہ غرق ہو کر رہ گیا اِس گروہ والے عصا کا مطلب جماعت لیتے ہیں اور آیت 26/63 میں ''اضرب بعصاک البحر'' اپنی جماعت کو لے کر سمندر کی طرف چلا جا لیتے

ہیں، مگر محققین کے دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ موسیٰؑ بنی اسرائیل کی جماعت کے ساتھ سمندر کے ساتھ جس مقام سے پار اترے وہاں انہوں نے اپنے عصا یعنی اپنی لاٹھی کو سمندر کے پانی پر مارا جس سے پانی علیحدہ ہوگیا 26/63 اور خشک راستہ بن گیا تھا لیکن جب فرعون اور اس کے لشکر نے وہاں سے عبور کرنے کی کوشش کی تو وہ پانی آپس میں مل گیا اور فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہوکر رہ گیا۔ البتہ تیسرے گروہ کی رائے ہے کہ آیت 2/50 کے مطابق اللہ نے بنی اسرائیل کے گزرنے کے لئے سمندر میں پانی کو جدا کر دیا اور انہیں نجات دی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا گیا۔ ان کی رائے ہے کہ اس میں الجھنے کی ضرورت نہیں کہ پانی کیسے جدا ہوا اور کہاں سے ہوا۔ لہٰذا تیسرے گروہ کی رائے زیادہ بہتر محسوس ہوتی ہے)۔

فَاَتۡبَعَهُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِهٖ فَغَشِيَهُمۡ مِّنَ الۡيَمِّ مَا غَشِيَهُمۡؕ ﴿۷۸﴾

78- چنانچہ (جب موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر سمندر کو عبور کر کے چلے گئے تو) فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا مگر سمندر کی (موجوں نے) انہیں ڈھانپ لیا (اور اس طرح) ڈھانپ لیا (کہ وہ سب غرق ہوکر رہ گئے)۔

وَاَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾

79- اور (یوں فرعون اپنی قوم کو ہی لے ڈوبا کیونکہ) اس نے انہیں گمراہ کر رکھا تھا اور ان کی درست راستے کی طرف رہنمائی نہیں کی تھی۔

يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ قَدۡ اَنۡجَيۡنٰكُمۡ مِّنۡ عَدُوِّكُمۡ وَوٰعَدۡنٰكُمۡ جَانِبَ الطُّوۡرِ الۡاَيۡمَنَ وَنَزَّلۡنَا عَلَيۡكُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰى ﴿۸۰﴾

80- (بہرحال) اے بنی اسرائیل! بلاشبہ ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دی۔ اور طُور کی دائیں جانب (موسیٰؑ پر وہ وحی کی تھی جس میں مستقبل کی کامرانیوں کا) تمہارے لئے وعدہ تھا۔ اور ہم نے (تمہاری بھوک وافلاس کے دور میں رزق کے طور پر) تم پر من وسلویٰ نازل کر دیا تھا۔

كُلُوۡا مِنۡ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ وَلَا تَطۡغَوۡا فِيۡهِ فَيَحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبِىۡ‌ۚ وَمَنۡ يَّحۡلِلۡ عَلَيۡهِ غَضَبِىۡ فَقَدۡ هَوٰى ﴿۸۱﴾

81- (اور تم سے کہہ دیا گیا تھا کہ) زندگی کی نشوونما کا جو سامان تمہیں عطا کیا گیا ہے اس میں سے خرابیوں سے پاک چیزیں کھاؤ (پیو) لیکن اس سلسلے میں ہماری طے شدہ حدوں کو مت توڑنا۔ (اور اگر تم حدوں کو توڑو گے) تو تم پر میرا غضب واجب ہو جائے گا اور جس پر میرا غضب واجب ہو گیا تو بلاشبہ وہ (قوم ذلت کی پستیوں میں) گر کر (تباہ و برباد ہو جاتی ہے)۔

وَاِنِّىۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰى ﴿۸۲﴾

82- مگر (ان پستیوں اور تباہیوں سے نکلنے کا طریقہ یہ ہے) کہ جو بھی اپنی غلط روش کو چھوڑ کر درست راستے پر واپس

لوٹ آیا اور اس نے نازل کردہ سچائیوں کو تسلیم کرلیا اور سنور نے سنوارنے کے کام کرتا رہا اور پھر ہدایت پر قائم رہا تو بلاشبہ مَیں اُسے برے اثرات سے محفوظ کر کے اپنی حفاظت میں لے لوں گا۔

وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى ﴿۸۳﴾

83-اور (موسیٰ کی سرگزشت کے اس حصے پر بھی غور کرو جب ایک دفعہ موسیٰ طُور پر حاضر ہوا تو ہم نے اس سے کہا تھا کہ) اے موسیٰ! تم اپنی قوم (کو چھوڑ کر) یہاں جلدی سے کیوں چلے آئے ہو (کیونکہ ابھی تو تمہیں کچھ اور وقت ان کی تربیت کرنی چاہیئے تھی)۔

قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰۤى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى ﴿۸۴﴾

84-(اور موسیٰ نے جواب میں) عرض کیا تھا! کہ وہ میرے پیچھے (میرے نقشِ قدم پر ٹھیک چل رہی ہے)۔ اور اے میرے رب! میں نے تیری طرف (آنے میں) اس لئے جلدی کی تاکہ تُو راضی ہو جائے (یعنی تجھ سے مزید احکام حاصل کر کے ان پر عمل پیرا ہوا جائے)۔

قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ ﴿۸۵﴾

85-ارشاد ہوا! حقیقت یہ ہے کہ (یہ دیکھنے کے لئے کہ تمہاری قوم کس حد تک شرک سے نکل چکی ہے) ہم نے اس قوم کو تمہارے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے کیونکہ سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ہے (اور انہوں نے اللہ پر بھروسہ کم کر کے سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پرستش بھی شروع کر دی ہے، 20/88۔ اس لئے تمہارا یہ اندازہ درست نہیں کہ تمہارے پیچھے تمہاری قوم تمہارے نقشِ قدم پر چل رہی ہے کیونکہ اس نے تمہارے ساتھ کیے گئے وعدے کی خلاف ورزی کر ڈالی ہے، 20/86)۔

فَرَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوۡمِ اَلَمۡ يَعِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ وَعۡدًا حَسَنًا ؕ اَفَطَالَ عَلَيۡكُمُ الۡعَهۡدُ اَمۡ اَرَدۡتُّمۡ اَنۡ يَّحِلَّ عَلَيۡكُمۡ غَضَبٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَخۡلَفۡتُمۡ مَّوۡعِدِىۡ ﴿۸۶﴾

86-بہرحال موسیٰ (نے یہ سنا تو) افسوس کرتا ہوا اور غصے سے بھرا ہوا اپنی قوم کی طرف لوٹا اور ان سے کہا! کہ اے میری قوم! کیا تمہارے رب نے (شرک چھوڑنے کے عوض) تم سے حسین خوشگواریوں کا وعدہ نہیں کر رکھا ہے؟ (اور کیا اس وعدے کو پورا ہونے میں تم پر یہ عرصہ طویل ہو گیا تھا؟ یا کیا تم نے تہیہ کرلیا ہے کہ تم پر رب کا غضب واجب ہو جائے چنانچہ (کیا اس لئے) تم نے میرے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے؟

قَالُوۡا مَاۤ اَخۡلَفۡنَا مَوۡعِدَكَ بِمَلۡكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلۡنَاۤ اَوۡزَارًا مِّنۡ زِيۡنَةِ الۡقَوۡمِ فَقَذَفۡنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلۡقَى السَّامِرِىُّ ﴿۸۷﴾

87-انہوں نے جواب دیا! کہ ہم نے جان بوجھ کر تمہارے ساتھ عہد شکنی نہیں کی (بلکہ معاملہ دوسرا پیش آ گیا تھا کہ فرعون کی) قوم کی (دیکھا دیکھی) ہم نے زیب وزینت کے لئے (جو زیورات پہن رکھے تھے۔ وہ اس زندگی میں جہاں رات دن کا سفر درپیش ہے) ہمارے لئے بوجھ بن چکے تھے۔ (اس لئے ہم نے) انہیں (سامری کے سامنے) ڈال دیا۔ پھر اسی طرح سامری نے انہیں (پگھلنے کے لئے آگ میں) ڈال دیا۔

فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾

88-پھر اس نے (ان پگھلے ہوئے زیورات سے) ایک ایسا بچھڑا تیار کر دیا (جو تھا تو صرف ایک بے جان) جسم لیکن (اس نے اسے ایسا بنایا تھا کہ) اس میں سے بچھڑے کی سی آواز نکلتی تھی۔ پھر انہوں نے (سامری سے) پوچھا کہ (یہ کیا ہے؟ سامری نے جواب دیا کہ) یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے۔ مگر وہ یہ بھول گیا (کہ موسیٰؑ آ کر کیا کہے گا جب وہ اپنی قوم کے لوگوں کو اس کی پرستش کرتے دیکھے گا)۔

ع 4 13 13

اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾

89-(موسیٰؑ کے لئے ان کے یہ سارے بہانے بے بنیاد تھے کیونکہ اگر سامری نے بچھڑا بنا ہی دیا تھا تو) بھلا کیا انہیں نظر نہیں آتا تھا (کہ بچھڑے میں سے آواز تو نکلتی ہے لیکن) وہ ان کی کسی بات کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ ہی ان کے لئے کسی نفع ونقصان کا اختیار رکھتا ہے۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾

90-اور بلاشبہ ہارون نے ان سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم (کے لوگو یہ شخص تمہیں سخت گمراہی میں ڈال رہا ہے۔ اس سے بچو کیونکہ اس کے سارے فریب کا مقصد کچھ اور) اس کے سوا نہیں کہ تم اس کے ذریعے آزمائے جا رہے ہو اور بلاشبہ (تمہارا رب یہ بچھڑا نہیں) بلکہ تمہارا رب رحمٰن ہے۔ لہٰذا (تم اس گمراہ کرنے والے کی بات مت سنو اور) میرے پیچھے چلتے رہو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اس کی اطاعت کرتے جاؤ۔

قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾

91-لیکن انہوں نے (اسے صاف) جواب دے دیا تھا کہ ہم (اس کی پرستش سے) باز نہیں آئیں گے۔ (اور ہم اپنے اس طریقے پر) جمے رہیں گے حتیٰ کہ جب موسیٰ واپس آئے گا (تو اس وقت دیکھا جائے گا کہ وہ کیا کہتا ہے)۔

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ۙ

92-(اس کے بعد) موسیٰ نے (ہارونؑ کی طرف دیکھتے ہوئے) کہا! کہ اے ہارون! جب تم نے دیکھا کہ (قوم) یوں گمراہ ہو رہی ہے (تو تم نے انہیں سختی سے روکا کیوں نہیں اور تم نے وہی کچھ کیوں نہ کیا جو ایسے وقت میں مَیں کیا کرتا ہوں۔ اور مجھے بتاؤ کہ) وہ کون سی بات تھی جس نے تمہیں ایسا کرنے سے روکے رکھا؟

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَيۡتَ اَمۡرِىۡ ﴿۹۳﴾

93-(اور ایسے وقت میں) تم نے میری پیروی کیوں نہ کی (اور میری ہی طرح انہیں کیوں نہ روکا)۔ یا تم نے بھی (دیدہ ودانستہ) میرے حکم کی نافرمانی کی ہے؟

قَالَ يَبۡنَؤُمَّ لَا تَاۡخُذۡ بِلِحۡيَتِىۡ وَلَا بِرَاۡسِىۡ‌ۚ اِنِّىۡ خَشِيۡتُ اَنۡ تَقُوۡلَ فَرَّقۡتَ بَيۡنَ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ وَلَمۡ تَرۡقُبۡ قَوۡلِىۡ ﴿۹۴﴾

94-(ہارونؑ نے موسیٰؑ سے) کہا! اے میری ماں کے بیٹے مجھے داڑھی اور سر سے نہ پکڑو (یعنی تم مجھ پر اس طرح خفا نہ ہو کیونکہ میں نے انہیں سختی سے اس لئے نہیں روکا کہ اس طرح یہ لوگ میری بات ماننے اور نا ماننے والے دو فرقوں میں تقسیم ہو جاتے اور) مجھے بلاشبہ یہ ڈر تھا کہ تم آ کر یہ نہ کہو کہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے اور میری بات کا کچھ پاس نہ کیا۔ (اس پر موسیٰؑ ہارونؑ کی طرف سے مطمئن ہو گیا)۔

قَالَ فَمَا خَطۡبُكَ يٰسَامِرِىُّ ﴿۹۵﴾

95-(پھر موسیٰؑ نے سامری سے مخاطب ہو کر) کہا! کہ اے سامری! یہ تیرا کیا طریقہ کار ہے (کہ تم لوگوں کو گمراہ کرتے پھر رہے ہو)۔

قَالَ بَصُرۡتُ بِمَا لَمۡ يَبۡصُرُوۡا بِهٖ فَقَبَضۡتُ قَبۡضَةً مِّنۡ اَثَرِ الرَّسُوۡلِ فَنَبَذۡتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتۡ لِىۡ نَفۡسِىۡ ﴿۹۶﴾

96-اس نے جواب دیا کہ میں نے وہ کچھ دیکھا جس کو انہوں نے نہیں دیکھا (یعنی میں نے دیکھ لیا تھا کہ یہ لوگ غور و فکر کرنے والے نہیں ہیں اور جسے یہ رسول کہتے ہیں اس کے پیچھے پیچھے دیکھا دیکھی چلے جا رہے ہیں)۔ لہٰذا، میں نے رسول کے نقشِ قدم سے مٹھی بھر لی اور میں نے وہ ڈال دی (یعنی میں نے ظاہری طور پر ان کے رسول کے دیے ہوئے پیغام سے بس اتنے کی اطاعت کی جتنی مجھے ضرورت تھی تا کہ یہ یقین کر لیں کہ میں بھی انہی میں سے ہوں تب میں نے اسی سے فائدہ اٹھا کر انہیں تمہاری پیروی سے ہٹا کر اپنے پیچھے کر لیا)۔ کیونکہ اس طرح کرنے کے لئے مجھے میرے نفس نے اکسایا تھا (یعنی ان کے دیکھا دیکھی والے ایمان کو دیکھ کر میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ ان کو تو میں بھی اپنے پیچھے پیچھے لے جا سکتا ہوں)۔

قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

97-(موسیٰ نے سامری سے) کہا! بس تو چلا جا (اور یاد رکھ کہ) یقیناً تیرے لئے زندگی میں یہ ہے کہ تُو کہتا پھرے گا کہ مجھے نہ چھونا۔ اور بلاشبہ تیرے لئے ایک وقت مقرر ہے جو قطعی طور پر ٹل نہیں سکتا اور اپنے معبود (یعنی بچھڑے) کی طرف دیکھ جس کی (کاراگری پر تو اس قدر) جما رہتا تھا، اب ہم اسے جلا کر (اس کے پگھلنے کے بعد اسے رگڑ رگڑ کر ذرہ ذرہ خاک کی طرح) کر ڈالیں گے پھر اسے اڑا کر دریا میں بکھیر دیں گے۔

(**نوٹ**: سامری کے بارے میں بہت زیادہ تفصیلات میسر نہیں ہیں۔ البتہ جو تھوڑی بہت معلومات میسر آسکی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ سامری کا مادہ (س۔م۔ر) ہے۔ اس کے بنیادی معنی ہیں: گندمی رنگ، گندم، رات میں قصے کہانیاں کہنا، داستان گو، المسامر، سمارا، سمیر یعنی زمانہ، السامرہ جیسے الفاظ اسی سے نکلے ہیں۔ سامری کا مطلب اجنبی بھی لیا جاتا ہے۔ سامرہ یا سماریہ کے رہنے والے کو بھی سامری کہا جاتا تھا۔ سماریہ بحیرہ مردار سے تقریباً تیس میل شمال مغرب میں واقع تھا۔ کہا جاتا ہے کہ سامری کا اپنا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شخص سماریہ کا باشندہ تھا اور مصر میں آباد ہو چکا تھا۔ بنیادی طور پر یہ گائے پرست تھا جیسا کہ مصر میں کئی لوگ گائے کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اور یہ شخص دھاتوں یا سونے کو پگھلا کر گائے یا بچھڑا بنانے کے فن سے بھی واقف تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شخص قصہ گوئی کی بناء پر بھی سامری کہلاتا تھا اور عوام الناس میں اثر ورسوخ رکھتا تھا مگر وہ بظاہر حضرت موسیٰ کا معتقد ہو چکا تھا لیکن وہ اصل میں منافق تھا اور اس وقت کے انتظار میں تھا کہ جب وہ بنی اسرائیل کو پھر سے گائے پرستی کی طرف لا سکے۔ چنانچہ جب قومِ بنی اسرائیل موسیٰ کے ساتھ مصر سے نکلی تو وہ بھی ان میں شامل تھا۔ پھر جب اللہ نے چالیس راتوں کے لئے حضرت موسیٰ کو طُور پر طلب فرمایا تو ان کی غیر حاضری میں سامری نے سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کی قوم کو گمراہ کر ڈالا تھا۔ مگر پھر حضرت موسیٰ ان پر سخت ناراض ہوئے تھے اور انہیں درست راہ پر لے آئے تھے۔ لیکن سامری سے کہا تھا کہ تم اپنی گمراہی اور جرم کی پاداس میں کہتے پھرو گے کہ ''مجھے مت چھونا''۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کی موت ایسی ہی کسی بیماری سے واقع ہوئی تھی)۔

اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾

98-(پھر موسیٰ بنی اسرائیل کے لوگوں کی طرف مخاطب ہوا اور ان سے کہا کہ یاد رکھو) تمہارا معبُود صرف وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی پرستش اور اطاعت نہیں کی جا سکتی (کیونکہ صرف) اسی کا علم ہر شئے کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿ۚۖ۹۹﴾

99-(لہٰذا، اے رسولؐ) اس طرح ہم سرگزشتوں میں سے احوال تم سے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ اس میں کوئی شک و

شبہ والی بات نہیں کہ ہم نے اپنے پاس سے یہ ذکر (یعنی یہ قرآن اور اس کی آگاہی) عطا کی ہے (جو سیکھنے کے لئے واضع کر دیتی ہے کہ گزرے لوگوں میں سے کن کے طریقے خوشگواریاں اور سرفرازیاں عطا کرنے والے تھے اور کن کے طریقے ایسے تھے جن سے وہ رُسوا ہو کر تباہ ہو گئے)۔

مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡهُ فَاِنَّهٗ يَحۡمِلُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ وِزۡرًا ۙ﴿۱۰۰﴾

100-(بہرحال) جو اس (ضابطہء ہدایت) سے منہ پھیرے گا تو یقیناً قیامت کے دن (اسے اپنے بُرے اعمال کے نتائج کا) بھاری بوجھ اٹھانا پڑے گا۔

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ حِمۡلًا ۙ﴿۱۰۱﴾

101-(ایسے لوگ) ہمیشہ اس (حالت) میں رہیں گے اور قیامت کے دن ان کے لئے یہ بوجھ بہت ہی بُرا ثابت ہو گا۔

يَّوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ وَنَحۡشُرُ الۡمُجۡرِمِيۡنَ يَوۡمَئِذٍ زُرۡقًا ۚ﴿۱۰۲﴾

102-(اور قیامت کا یہ وہ) دن ہو گا جب صور میں پھونک ماری جائے گی (یعنی ایک شدید آفاقی قسم کی گونج سی طاری کر دی جائے گی اور) اس دن مجرموں کو ہم یوں اکٹھا کریں گے کہ (مارے دہشت کے) ان کی آنکھیں نیلی ہو رہی ہوں گی (یعنی ان میں شدید ترین خوف کا اندھیرا چھا رہا ہو گا)۔

يَّتَخَافَتُوۡنَ بَيۡنَهُمۡ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا عَشۡرًا ﴿۱۰۳﴾

103-اور وہ آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کر رہے ہوں گے (اور ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں گے کہ ہماری) تمہاری (دنیا کی زندگی جس میں ہم سرکشیاں کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ یہ کبھی ختم نہیں ہو گی وہ تو یوں لگتا ہے کہ ہم صرف ہفتہ) دس دن رہے ہیں۔

نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ اِذۡ يَقُوۡلُ اَمۡثَلُهُمۡ طَرِيۡقَةً اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا يَوۡمًا ﴿۱۰۴﴾ ع 5 15 14

104-اور (یاد رکھو کہ) ہم خوب جانتے ہیں (کہ وہ اس دہشت کی حالت میں کس کس قسم کی) باتیں کریں گے۔ ان میں جو سب سے زیادہ سوجھ بوجھ والا ہو گا وہ کہے گا (کہ ہفتہ دس دن بھی کہاں) تم تو صرف ایک دن رہے ہو۔

وَيَسۡـئَلُوۡنَكَ عَنِ الۡجِبَالِ فَقُلۡ يَنۡسِفُهَا رَبِّىۡ نَسۡفًا ۙ﴿۱۰۵﴾

105-اور (اے رسولؐ قیامت کے دن کی یہ باتیں سن کر تعجب کے ساتھ) یہ لوگ تم سے پہاڑوں کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ ان کا کیا ہو گا)۔ ان سے کہہ دو! کہ میرا رب انہیں (خاک کی طرح) اڑا کر بکھیر دے گا

(18/47,56/5,77/10,81/3)۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾

106- پھر یہ ہموار میدان ہو کر رہ جائیں گے۔

لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ﴿١٠٧﴾

107- ایسے کہ تمہیں ان میں کوئی ٹیڑھا پن یا کوئی بلندی نظر نہیں آئے گی۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾

108- اس دن سب ایک پکارنے والے کے پیچھے چل رہے ہوں گے۔ ان کے سامنے کوئی ٹیڑھ پن (یا مشکل) نہیں ہوگی اور تمام آوازیں رحمٰن کے سامنے دب کر رہ جائیں گی اور سوائے آہٹ و سرسراہٹ کے تمہیں کوئی آواز سنائی نہیں دے گی۔

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾

109- اُس دن کسی کی رفاقت و شہادت کسی کے کام نہیں آئے گی، ہاں مگر اس کی جو رحمٰن کے قانون کے مطابق پسندیدہ بات کرے (یعنی صرف وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق بن سکیں گے جن کا رحمٰن سے عہد ہو یعنی جنہوں نے رحمٰن کے احکام وقوانین کے مطابق زندگی گزاری ہو، 19/87)۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿١١٠﴾

110- (اور اللہ کی مرضی کے بغیر ایک دوسرے کو آپس میں رفیق بننے کا اختیار اس لئے نہیں ہے کہ وہاں کوئی کسی کے متعلق جانتا ہی نہیں ہوگا کہ کسی نے اصل نیکی کیا کی اور اصل جرم کیا کیا اور یہ صرف اللہ) ان کو جانتا ہوگا کہ جو کچھ ان کے ہاتھ کرتے رہے ہیں اور جو کچھ وہ پہلے کر چکے ہیں مگر ان کا علم (ان حقائق) کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

111- اور (یاد رکھو کہ اس دن سب) کے چہرے اس ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے اللہ کے سامنے جھک جائیں گے۔ اور بلاشبہ وہ شخص جس نے کسی کے حقوق سے انکار کر کے یا اسے کم کر کے زیادتی و بے انصافی کا بوجھ اٹھایا ہوا ہوگا تو وہ (اس دن) نامراد رہ جائے گا۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾

112- اور (اس طرح کے ظلم کرنے والے کے برعکس) جو کوئی سنور نے سنوارنے کے کام کرتا رہے اور وہ مومن بھی ہو

یعنی اس نے نازل کردہ سچائیوں کو بھی تسلیم کر رکھا ہو تو اسے اس کا خوف نہیں ہو گا کہ اس کے (صلے کا) حق مارا جائے گا یا اسے کسی قسم کا نقصان ہو گا (یعنی اسے اس کی نیکیوں کا پورا پورا صلہ مل کر رہے گا)۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿۱۱۳﴾

113-اور (یہ ہے وہ آگاہی) جس کے لئے ہم نے اس قرآن کو اس قدر واضح اور شفاف انداز میں نازل کیا ہے اور اس میں مختلف انداز سے زندگی کی غلط راہ پر چلنے کے نتائج اور انجام کو بیان کر دیا ہے تاکہ لوگ غلط راہ سے بچ جائیں یا اس کی تعلیم و آگاہی ان میں (سمجھنے سوچنے کی صلاحیتیں) پیدا کر دے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِىْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾

114-(لہٰذا، اے رسولؐ) اللہ تو وہ ہے جو بلند و برتر ہے اور اس کا اقتدار و اختیار ایسی حقیقت ہے جو جھٹلائی نہیں جا سکتی (اس لئے یہ اسی کا ارشاد ہے کہ) اِس سے پہلے کہ تمہاری طرف (کسی بات کے بارے میں) وحی مکمل ہو جائے تم قرآن کو جلدی نہ (پڑھ) دیا کرو۔ اور دُعا کیا کرو کہ اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ ع 6 11 15

115-اور (اللہ کے احکام کے بارے میں کس قدر متوجہ رہنے اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے اس کی آگاہی کے لئے ایک بار پھر آدم کی سرگزشت پر غور و فکر کرو کہ) بلاشبہ ہم نے اس سے پہلے آدم کو ایک حکم دیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں پختہ ارادہ نہ پایا (جس کی وجہ سے اسے نقصان کا سامنا کرنا پڑا)۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۤئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾

116-اور (یہ اس وقت کی بات ہے) جب ہم نے ملائیکہ سے کہا تھا کہ تم آدم کی فرماں برداری اختیار کر لو تو سوائے ابلیس کے سب نے (آدم کی) فرماں پذیری اختیار کر لی مگر اس نے انکار کر دیا۔

فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾

117-چنانچہ ہم نے آدم کو آگاہ کر دیا کہ بلاشبہ یہ تمہارا اور تمہاری بیوی کا دشمن ہے۔ (لہٰذا، محتاط رہنا) کیونکہ یہ کہیں تمہیں جنت سے نکلوا نہ دے۔ (اور اگر ایسا ہو گیا تو) پھر تم مسرتوں کے سامان سے محروم ہو کر مشقتوں میں پڑ جاؤ گے۔

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۙ﴿۱۱۸﴾

118-(اور اس وقت تمہیں جس طرح کی جنت میسر ہے اس میں) بلاشبہ نہ تم بھوکے رہتے ہو اور نہ ہی ننگے (بے لباس رہتے ہو)۔

وَاَنَّكَ لَا تَظۡمَؤُا فِيۡهَا وَلَا تَضۡحٰى ﴿۱۱۹﴾

119-اور نہ ہی تم پیاسے رہتے ہو اور یہ بھی کہ نہ ہی تمہیں دھوپ ستاتی ہے (یعنی سارا ماحول ہی تمہارے لئے راحتوں، حفاظتوں اور آسودگیوں سے بھرا ہوا ہے)۔

فَوَسۡوَسَ اِلَيۡهِ الشَّيۡطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلۡ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الۡخُلۡدِ وَمُلۡكٍ لَّا يَبۡلٰى ﴿۱۲۰﴾

120- مگر پھر شیطان نے ان کی طرف وسوسہ ڈالنا شروع کر دیا اور اس نے کہا کہ اے آدم! کیا میں تمہاری رہنمائی ایک ایسے شجر کے لئے کر دوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے (اور تمہاری رہنمائی ایک ایسی) حکمرانی کے لئے کر دوں جو کبھی زوال پذیر نہ ہو۔

فَاَكَلَا مِنۡهَا فَبَدَتۡ لَهُمَا سَوۡاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخۡصِفٰنِ عَلَيۡهِمَا مِنۡ وَّرَقِ الۡجَنَّةِ‌ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾

121-چنانچہ (آدم اور اس کی بیوی شیطان کے بہکانے میں آ گئے اور ان) دونوں نے اس (شجر) سے پھل کھا لیا (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ) ان کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں اور دونوں اپنے آپ کو جنت (یعنی باغ) کے پتوں سے ڈھانپنے کی تگ و دو کرنے لگے۔ (بہر حال) آدم (اور اس کی بیوی) نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور بُری طرح بھٹک کر رہ گئے۔

ثُمَّ اجۡتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيۡهِ وَهَدٰى ﴿۱۲۲﴾

122-(لیکن اس سے آدم اور اس کی بیوی ہمیشہ کے لئے محروم اور نامراد نہیں ہو گئے بلکہ) پھر ان کے رب نے ان کی جانب توجہ کی اور انہیں (عظیم مقاصد کے لئے) چُن لیا اور ان پر درست راہ کو روشن کر دیا۔

قَالَ اهۡبِطَا مِنۡهَا جَمِيۡعًۢا‌ بَعۡضُكُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ‌ ۚ فَاِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ مِّنِّىۡ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَاىَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشۡقٰى ﴿۱۲۳﴾

123-(اور) ارشاد ہوا کہ تم سب یہاں سے اُتر جاؤ (یعنی اب تم سب جنت سے چلے جاؤ) اور تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوا کریں گے۔ (مگر یاد رکھو کہ جب بھی) میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور نہ ہی وہ زندگی کی مسرتوں اور مرادوں سے محروم ہو کر مشقتوں میں پڑ جائے گا۔

وَمَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِىۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّنَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى ﴿۱۲۴﴾

124-اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) جس نے میرے ذکر (یعنی میری نازل کردہ ہدایت و تعلیم و آگاہی) سے منہ پھیر لیا تو بلا شبہ اس کے لئے معیشت تنگ ہو جائے گی اور ہم اسے قیامت کے دن یوں اٹھائیں گے کہ اسے کچھ نظر نہ آ رہا ہوگا۔

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِىۡۤ اَعۡمٰى وَقَدۡ كُنۡتُ بَصِيۡرًا ﴿۱۲۵﴾

125-(اور پھر) وہ التجا کرے گا کہ اے میرے رب! تُو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو اچھا خاصا دیکھنے والا تھا۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

126-ارشاد ہوگا! کہ تمہارے پاس بھی اسی طرح ہمارے احکام وقوانین آئے تھے (مگر تم نے ان کی طرف توجہ ہی نہ دی اور) انہیں بھلا دیا۔لہٰذا،اسی طرح آج (تُو ہماری توجہ سے نکل گیا ہے اور) ہم تجھے بھلا دیں گے (یعنی اب تمہیں معافی نہیں مل سکے گی)۔

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾

127-اور ہم اسی طرح (ایسے لوگوں کو) بدلہ دیتے ہیں جو حدوں سے نکل جاتے ہیں اور اپنے رب کی آیات یعنی اپنے رب کے احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کردیتے ہیں اور (یاد رکھو کہ) آخرت کا عذاب تو شدید اور زیادہ دیر تک رہنے والا ہے۔

ع 7 13 16

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ ع

128-(بہرحال) کیا (اے رسولؐ ان مخالفین پر اس آگاہی کے باوجود یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی اور) انہوں نے اس سے ہدایت حاصل نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی ایسی قوموں کو تباہ و برباد کردیا (جنہوں نے نازل کردہ احکام سے سرکشی اختیار کی تھی) حالانکہ ان کی بستیوں میں یہ چلتے پھرتے بھی رہتے ہیں۔البتہ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ عقل والوں کے لئے (تباہیوں کی وجوہات میں بھی) سبق آموز حقائق ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ ۭ

129-اور (حقیقت یہ ہے کہ) اگر تمہارے رب (کے قانونِ مہلت کے مطابق مہلت دینے کی یہ) ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی اور وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا (تو جس طرح یہ لوگ انکار و سرکشی کررہے ہیں تو ان پر عذاب لاکر) ضرور ان کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔

فَاصْبِرْ عَلٰي مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَاۗئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾

130-لہٰذا (جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اس سے تنگ نہ پڑو بلکہ) جو وہ کہتے ہیں (انہیں کہنے دو مگر) تم ثابت قدمی سے ڈٹے رہو۔اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور رات کے اوقات میں اور دن کے

اطراف میں (یعنی ہر وقت) اپنے رب کی عظمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی تحسین و آفرین کرتے رہو (حمد) اور اس کے نظام کے قیام کے لئے سرگرم عمل رہو (سبح) اور یوں سرگرمِ عمل رہو کہ تم راضی ہو جاؤ (یعنی تمہاری آرزوئیں پوری ہو جائیں)۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿١٣١﴾

131- اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کے مختلف طبقات کو دنیاوی زندگی کی آرائش و آسائش کا سامان عطا کر رکھا ہے اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو، 15/88۔ (یہ سب کچھ انہیں اس لئے دے رکھا ہے) تاکہ اس میں ہم انہیں آزمائیں۔ اور زندگی کی نشو و نما کا سامان جو تمہارے رب (کی طرف سے تمہیں) عطا ہوا ہے وہی خوشگوار اور تادیر رہنے والا ہے۔

(نوٹ: جنہیں آسائشوں اور آرائشوں کی فراوانیاں عطا کی گئی ہیں چاہے وہ اللہ کے دشمن ہیں یا اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرنے والے ہیں انہیں اپنی فراوانیوں کے استعمال کا حساب دینا پڑے گا۔ کیونکہ یہ انہیں آزمائش کے طور پر میسر کی گئی ہیں)۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِٱلصَّلَوٰةِ وَٱصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَٱلْعَٰقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ﴿١٣٢﴾

132- اور اپنے اہل و عیال کو صلواۃ کی یعنی اللہ کی نماز و اطاعت کی تلقین کرتے رہو اور اس پر ثابت قدمی سے ڈٹے رہو (اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو رزق تم ہماری راہ میں دیتے ہو تو وہ تم اپنے ہی لئے دیتے ہو کیونکہ وہ) رزق ہم تم سے نہیں مانگتے بلکہ رزق تو ہم تمہیں دیتے ہیں۔ بہر حال (یاد رکھو کہ) تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھنا (بذات خود بہترین) انجام ہے۔

وَقَالُوا۟ لَوْلَا يَأْتِينَا بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّهِۦٓ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِى ٱلصُّحُفِ ٱلْأُولَىٰ ﴿١٣٣﴾

133- اور (بجائے ان سچائیوں پر توجہ دینے کے جن کی آگاہی دی جا رہی ہے یہ مخالفین) کہتے ہیں (کہ یہ رسولؐ) اپنے رب کی طرف سے کوئی واضح نشانی کیوں نہیں لے آتا (تاکہ اسے دیکھ کر سب ایمان لے آئیں۔ مگر انہیں سمجھنا چاہیے کہ سچائی کو اس قسم کی نشانیاں دکھا کر نہیں منوایا جاتا، اسے تو تسلیم کروانے کے لیے عقل و علم کے ثبوت اور دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان مخالفین سے پوچھو کہ) علم و دانش کی وہ کونسی دلیل ہے جو (پہلے نبیوں کے) صحیفوں میں آئی تھی اور (قرآن میں نہیں آ چکی، 5/48)۔

وَلَوْ أَنَّآ أَهْلَكْنَٰهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِۦ لَقَالُوا۟ رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَٰتِكَ مِن قَبْلِ أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ﴿١٣٤﴾

134-اور اگر انہیں (اس قرآن کے نازل کرنے سے) پہلے ہی کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لوگ کہتے! کہ اے ہمارے رب تُو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا تا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کر لیتے یعنی تیری صداقتوں اور احکام وقوانین کی پیروی کر لیتے۔

ع 8 7 17 قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿١٣٥﴾ ع

135-(مگر اے رسولؐ تم ان سے) کہہ دو (کہ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں۔ تم اپنی راہ پر چلتے رہو اور میں اپنی راہ پر چلتا ہوں 6/135۔ اس کے بعد کے نتائج کے) سب منتظر ہیں۔ لہٰذا، تم بھی انتظار کرو اور پھر عنقریب تم جان لو گے (کہ ہم میں سے) کون لوگ ہیں جو سیدھے و متوازن راستے والے ہیں اور کون ہدایت یافتہ ہیں (جو منزلِ مراد پا جائیں گے اور آخرت کا حسین انجام حاصل کر لیں گے، 6/135)۔